وہ مائیں .... وہ بیٹے

آغا اشرف

ابوعبدالرحمٰن فروخ مدینہ کے رہنے والے تھے۔انہوں نے خراسان کی جنگ میں جانے کا فیصلہ کیا۔اپنی بیوی سے رخصت ہوتے وقت ابوعبدالرحمٰن نے انہیں تیس ہزار اشرفیاں دیں اور کہا کہ انہیں سنبھال کر رکھنا، اگر میں جہاد سے زندہ واپس لوٹ آیا تو ان سے تجارت کروں گا۔ ہاں اگر میری غیر حاضری میں کوئی ضرورت پیش آجائے تو اس رقم میں سے جتنی چاہو خرچ کرسکتی ہو۔اور میرے جانے کے بعد اللہ تمہیں لڑکا دے یا لڑکی، اس کی پرورش نہایت اچھے طریقے سے کرنا۔ یہ کہہ کر انہوں نے بیوی کو خدا حافظ کہا اور دمشق جا کر اسلامی لشکر میں شامل ہوگئے۔

فروخ جہاد پر نکلے تو ایک کے بعد دوسری، دوسری کے بعد تیسری اور تیسری کے بعد چوتھی مہم پیش آتی گئی۔اس طرح گھر سے نکلے ستائیس برس گزر گئے۔اس عرصہ میں نہ گھر آسکے اور نہ گھر والوں کی خیریت کے بارے میں کچھ معلوم ہوسکا۔اُدھر ان کے گھر سے نکلنے کے پانچ مہینے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی بیوی کو ایک بیٹا عطا کیا جس کا نام انہوں نے ربیعہ رکھا۔اُم ربیعہ (ربیعہ کی والدہ) نے بیٹے کی پرورش بڑے اچھے طریقے سے کی۔لڑکا جب کچھ بڑا ہوا تو اس کی تعلیم و تربیت کا اچھے سے اچھا انتظام کیا۔ یہاں تک کہ شوہر کی دی ہوئی تمام اشرفیاں بیٹے کی تعلیم پر خرچ کردیں۔

(اگلے صفحے پر .....)

ان کے بیٹے ربیعہ رحمتہ اللہ علیہ انتہائی ذہین اور محنتی تھے۔انہوں نے چھوٹی سی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا، اور پھر چند سال کے اندر قرآن، حدیث، فقہ، ادب اور دوسرے تمام علوم میں ایسی مہارت حاصل کرلی کہ سارے عرب میں ان کے علم کی شہرت پھیل گئی، اور وہ بیس بائیس سال کی عمر میں اپنے وقت کے امام مانے جانے لگے۔امام ربیعہ رحمتہ اللہ علیہ روزانہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھ کر لوگوں کو تعلیم دیتے اور دور دور سے طلبہ آکر ان سے علم حاصل کرتے۔ان طلبہ میں سے کئی ایک بعد میں اپنے وقت کے امام بنے۔امام مالک رحمتہ اللہ علیہ، امام سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ اور امام اوزاعی رحمتہ اللہ علیہ جیسے عظیم لوگ امام ربیعہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہی شاگرد تھے۔

ستائیس سال بعد امام ربیعہ رحمتہ اللہ علیہ کے والد فروخ کو جہاد سے فراغت ملی تو سیدھا وطن کا رخ کیا۔کئی دن کے سفر کے بعد مدینہ پہنچے۔گھوڑے پر سوار تھے،تلوار کمر سے بندھی ہوئی تھی اور ایک لمبا سا نیزہ ہاتھ میں تھا۔گھر کے دروازے پر پہنچے، نیزے کی نوک سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ امام ربیعہ رحمتہ اللہ علیہ دروازہ کھول کر باہر آئے۔باپ بیٹا ایک دوسرے کو جانتے نہ تھے۔فروخ نے گھر کے اندر داخل ہونا چاہا۔امام ربیعہ رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں روکا اور کہا ”اے شخص! تم میرے مکان میں اجازت کے بغیر کیوں داخل ہو رہے ہو؟“

”اے خدا کے دشمن، یہ میرا اپنا گھر ہے۔تُو اس میں کیوں گھسا ہوا ہے؟“ فروخ نے جواب دیا۔جواب میں امام ربیعہ رحمتہ اللہ علیہ نے بھی سخت بات کہی۔بات بڑھ گئی۔شور سن کر کئی ہمسائے بھی جمع ہوگئے۔ربیعہ رحمتہ اللہ علیہ فروخ سے کہہ رہے تھے: ”خدا کی قسم! میں تجھے

وقت کے حاکم کے پاس لے جائے بغیر نہ چھوڑوں گا۔'' فروخ بھی اسی قسم کی باتیں کر رہے تھے۔ کسی نے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کو اس جھگڑے کی اطلاع دی۔ استاد کا معاملہ تھا۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ فوراً وہاں آ گئے اور نرم لہجے میں فروخ سے کہا: ''میاں آپ زبردستی کسی دوسرے کے مکان میں کیوں گھسنا چاہتے ہیں؟ آپ کسی دوسری جگہ کیوں نہیں ٹھیر جاتے۔'' یہ بات سن کر فروخ نے اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ یہ میرا اپنا گھر ہے۔ میں ستائیس برس بعد جہاد سے واپس آیا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ لوگ مجھے نہیں پہچانتے۔ اسی اثناء میں اُم ربیعہ کے کانوں میں شوہر کی آواز پڑی۔ دروازے کے سوراخ میں سے باہر جھانکا تو شوہر کو فوراً پہچان گئیں۔ امام ربیعہ رحمتہ اللہ علیہ اور فروخ دونوں کو اندر بلوایا۔ امام ربیعہ رحمتہ اللہ علیہ کو بتایا کہ یہ تمہارے والد ہیں، اور فروخ کو بتایا کہ یہ نوجوان آپ کا بیٹا ہے جو آپ کے جہاد پر جانے کے بعد پیدا ہوا تھا۔ دونوں باپ بیٹا گلے لگ کر خوب روئے۔

فروخ نے کھانا کھایا، کچھ دیر آرام کیا، اس کے بعد بیوی سے اپنی دی ہوئی رقم کے بارے میں پوچھا۔ بیوی نے جواب دیا: اطمینان رکھیے، ساری رقم محفوظ ہے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ امام ربیعہ رحمتہ اللہ علیہ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد بیوی نے شوہر سے کہا آپ بھی نماز پڑھ آئیں۔ فروخ نماز پڑھنے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے تو دیکھا کہ ساری مسجد لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ ان کے درمیان ایک صاحب بڑی شان سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ تمام لوگ ادب اور احترام سے سر جھکائے ان صاحب کا درس سن رہے ہیں۔ درس دینے والے نے اونچی ٹوپی پہن رکھی تھی اس لیے فروخ دور سے انہیں نہ پہچان سکے۔ کسی سے

پوچھا ''یہ بزرگ کون ہیں؟'' اس نے حیران ہو کر کہا ''آپ انہیں نہیں جانتے! یہ ابو عبدالرحمٰن فروخ کے بیٹے امام ربیعہ رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔'' فروخ نے یہ الفاظ سنے تو خوشی کے مارے آنکھوں سے آنسو نکل آئے، اور ان کے منہ سے نکلا ''اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے میرے بیٹے کا درجہ اتنا بلند کیا۔'' خوشی خوشی گھر آئے، بیوی کو بتایا کہ آج جو عزت انہوں نے اپنے بیٹے کی دیکھی ہے اس سے پہلے کسی بڑے سے بڑے آدمی کی نہیں دیکھی۔

شوہر کے جذبات دیکھ کر بیوی نے پوچھا ''آپ کو بیٹے کی یہ عزت اور شان پسند ہے یا تیس ہزار اشرفیاں؟'' فروخ نے جواب دیا ''اس عزت اور شان کے سامنے تیس ہزار اشرفیوں کی کوئی حیثیت نہیں۔'' بیوی نے کہا ''تو پھر سن لیں میں نے تیس ہزار اشرفیاں اس کی تعلیم پر خرچ کر دیں۔'' فروخ نے کہا ''خدا کی قسم! ان اشرفیوں کا اس سے زیادہ اچھا استعمال اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ تم نے بہت اچھا کیا کہ میرے بیٹے کو ایسے خزانے کا مالک بنا دیا جو کبھی ختم ہو ہی نہیں سکتا۔'' (بشکریہ: روزنامہ جسارت)

(Jasarat Magazine, November 18, 2012)

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]